

تربیتِ اولاد کے نبوی اصول اور نفسیاتی پہلو: سیرتِ مطہرہ کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ Prophetic Principles of Child تربیہ and Their Psychological Dimensions: An Analytical Study in the Light of the Seerah

Dr. Waleed Khan

*Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies
Govt. College Women University, Sialkot, Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com*

Dr. Sana Maryam

*Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com*

Dr Sheraz Akhtar

*International Islamic University Islamabad
Email: sherazwaseemiiui@gmail.com*

ABSTRACT

Child تربیہ is one of the most important responsibilities of parents and one of the fundamental foundations of a healthy society. Islam does not regard تربیہ as merely the transmission of religious information; rather, it seeks to develop faith, character, emotional balance, social responsibility, self-discipline, and moral consciousness in the child. The life of the Prophet Muhammad ﷺ provides a practical and comprehensive model of child تربیہ in which affection, respect, gradual instruction, dialogue, encouragement, correction, justice, and consideration of individual differences are clearly reflected. This study examines selected principles of child تربیہ from the Prophetic Seerah and analyzes their psychological dimensions in the light of contemporary understanding of child development. The study argues that Prophetic تربیہ was not based on fear, excessive control, or constant criticism; rather, it created an environment of emotional security, trust, belonging, and moral development. Prophetic practices such as showing affection, listening to children, addressing them respectfully, giving them responsibility, correcting mistakes without humiliation, and considering their developmental stage have significant relevance to contemporary child psychology. The study concludes that the Prophetic model offers a balanced تربیتی framework in which spiritual development and psychological well-being are not separate objectives but mutually reinforcing dimensions of human development.

Keywords: Child تربیہ, Prophetic Seerah, Islamic تربیہ, Child Psychology, Emotional Development, Parenting, Moral Development, Islamic Education

تمہید

اولاد اللہ تعالیٰ کی عطا بھی ہے اور والدین کے لیے ایک ذمہ داری بھی۔ والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے تعلیم یافتہ، بااخلاق، کامیاب اور دین سے وابستہ ہوں، لیکن عملی زندگی میں تربیت کا مسئلہ صرف یہ نہیں کہ بچے کو کیا پڑھایا جائے۔ اصل سوال یہ ہے کہ بچے کی شخصیت کس طرح تشکیل پاتی ہے، وہ اپنے والدین کو کس نظر سے دیکھتا ہے، اپنے بارے میں کیا تصور قائم کرتا ہے، غلطی کرنے کے بعد اس کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے اور مشکل حالات میں وہ کس قدر جذباتی استحکام کا مظاہرہ کرتا ہے۔

موجودہ دور میں والدین کو تربیتِ اولاد کے حوالے سے پہلے سے کہیں زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ سوشل میڈیا، موبائل فون، بدلتے ہوئے خاندانی تعلقات، تعلیمی دباؤ، معاشی مصروفیات اور بچوں کے ساتھ وقت کی کمی نے والدین اور اولاد کے تعلق کو متاثر کیا ہے۔ بعض گھرانوں میں والدین بچوں کی ہر خواہش پوری کرنے کو محبت سمجھتے ہیں، جبکہ بعض جگہ سختی، مسلسل تنقید اور سزا کو تربیت کا لازمی حصہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ دونوں انتہائیں بچے کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کر سکتی ہیں۔ اس تناظر میں سیرتِ رسول ﷺ ایک ایسا متوازن نمونہ پیش کرتی ہے جس میں محبت بھی ہے اور تربیت بھی، نرمی بھی ہے اور اصول بھی، آزادی بھی ہے اور ذمہ داری کا احساس بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے ساتھ صرف ایک استاد کی حیثیت سے معاملہ نہیں کیا بلکہ ان کی عمر، ذہنی استعداد، جذباتی کیفیت اور انفرادی مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی تربیت فرمائی۔

قرآن مجید اور تربیتِ اولاد کا تصور

قرآن مجید نے خاندان کو انسانی شخصیت کی بنیادی تربیتی درس گاہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا التَّحْرِيمِ 66:6" (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

اس آیت میں والدین کی ذمہ داری صرف جسمانی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں رکھی گئی بلکہ اہل خانہ کی دینی اور اخلاقی حفاظت کو بھی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی تربیت کا مقصد ایک ایسا انسان تیار کرنا ہے جو اپنے اعمال کی ذمہ داری محسوس کرے۔

سورہ لقمان میں ایک باپ کی طرف سے بیٹے کی تربیت کا نہایت خوب صورت نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت لقمان اپنے بیٹے سے کہتے ہیں:

يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ (لَقْمَان 31:13) "اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔"

یہاں "یا بُنَيَّ" یعنی "اے میرے پیارے بیٹے" کا انداز محض الفاظ نہیں بلکہ تربیتی نفسیات کا ایک اہم پہلو ہے۔ نصیحت سے پہلے تعلق قائم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد توحید، نماز، صبر، اخلاق اور گفتگو کے آداب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن میں حضرت لقمان کی یہ نصائح ایک مربوط تربیتی ترتیب پیش کرتی ہیں۔

سیرتِ مطہرہ میں محبت اور جذباتی وابستگی

رسول اللہ ﷺ کی تربیتی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو شفقت و محبت ہے۔ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے، انہیں گود میں اٹھاتے، بوسہ دیتے اور ان کے جذبات کا خیال رکھتے تھے۔ ایک موقع پر اقرع بن حابس نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسن بن علیؓ کو بوسہ دیتے دیکھا تو کہا کہ میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ "جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔" یہ طرز عمل اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ محبت کوئی غیر ضروری جذباتی عمل نہیں بلکہ تربیت کا بنیادی ذریعہ ہے۔

بچے کی شخصیت میں جذباتی تحفظ بہت اہم ہوتا ہے۔ جب بچے کو یہ یقین ہو کہ والدین اس سے محبت کرتے ہیں تو وہ اپنی مشکلات، غلطیوں اور خوف کے بارے میں ان سے بات کرنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتا ہے۔ اس کے برعکس مسلسل ڈانٹ، تحقیر یا محبت سے محرومی بچے کو اندر سے دور کر سکتی ہے۔ اس لیے سیرتِ نبوی ﷺ میں محبت کو تربیت کا متبادل نہیں بلکہ تربیت کا بنیادی ماحول بنایا گیا ہے۔

بچے کی عزتِ نفس اور شخصیت کا احترام

رسول اللہ ﷺ بچوں کو محض کم عمر افراد نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی شخصیت اور انسانی وقار کا احترام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ بچوں کو سلام کرتے، ان سے گفتگو کرتے اور ان کے سوالات کو اہمیت دیتے تھے۔ یہ رویہ جدید نفسیات کے اس تصور سے قریب ہے جس کے مطابق بچے کی صحت مند شخصیت کے لیے یہ احساس ضروری ہے کہ اسے سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ اگر بچے کو مسلسل یہ احساس دلایا جائے کہ اس کی رائے بے معنی ہے یا وہ ہر معاملے میں غلط ہے تو اس میں احساسِ کمتری، خوف یا کم اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلامی تربیت میں احترام کا مطلب یہ نہیں کہ

بچے کو ہر معاملے میں آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اصل توازن یہ ہے کہ بچے کی شخصیت کا احترام کیا جائے لیکن اس کے غلط رویے کی اصلاح بھی کی جائے۔

تربیت میں مکالمہ اور سوال کا انداز

سیرتِ نبوی ﷺ میں تربیت کا ایک اہم ذریعہ مکالمہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ سوال کرتے، بچوں کو جواب دینے کا موقع دیتے اور ان کی ذہنی سطح کے مطابق بات فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کم عمری میں رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے مستفید ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمَهُ التَّأْوِيلَ

"اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے تاویل کا علم سکھا۔" یہ واقعہ اس بات کی علامت ہے کہ بچوں اور کم عمر افراد میں علمی استعداد کو پہچاننا اور اسے مناسب سمت دینا تربیت کا اہم حصہ ہے۔

والدین اگر بچوں کے سوالات کو بار بار روکیں، ان کا مذاق اڑائیں یا ہر سوال کو بدتمیزی سمجھیں تو بچے سوال کرنا چھوڑ سکتے ہیں۔ نتیجتاً وہ اپنے ذہنی اور فکری مسائل کے جوابات گھر کے بجائے غیر معتبر ذرائع سے تلاش کر سکتے ہیں۔ اس لیے تربیت میں سوال کو دشمن نہیں بلکہ علم تک پہنچنے کا دروازہ سمجھنا چاہیے۔

انفرادی فرق اور تربیت کا مناسب انداز

ہر بچہ دوسرے بچے سے مختلف ہوتا ہے۔ کسی بچے کا مزاج پر سکون ہوتا ہے، کسی میں تجسس زیادہ ہوتا ہے، کوئی جلد سیکھتا ہے اور کسی کو زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں بھی مختلف افراد کے ساتھ ان کی شخصیت اور حالات کے مطابق معاملہ کرنے کی مثالیں ملتی ہیں۔

یہی اصول بچوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ایک ہی طریقہ ہر بچے کے لیے یکساں موثر نہیں ہو سکتا۔ ایک بچے کو حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے، دوسرے کو نظم و ضبط کی، جبکہ تیسرے کو زیادہ توجہ اور گفتگو کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ والدین اگر ہر بچے کا دوسرے سے موازنہ کرتے رہیں تو بچے میں حسد، احساسِ کمتری اور ناکامی کا احساس پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے بجائے بچے کی اپنی صلاحیت اور سابقہ کارکردگی کو بنیاد بنانا زیادہ صحت مند تربیتی طریقہ ہے۔

غلطی کی اصلاح اور تحقیر سے اجتناب

بچے کا غلطی کرنا اس کی عمر اور نشوونما کا فطری حصہ ہے۔ تربیت کا مقصد یہ نہیں کہ بچے سے کبھی غلطی نہ ہو بلکہ یہ ہے کہ غلطی کے بعد اسے درست راستہ سمجھایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اصلاح کرتے وقت انسان کی

عزت کو پامال نہیں کیا۔ آپ ﷺ کا عمومی تربیتی اسلوب نرمی، حکمت اور مناسب انداز پر قائم تھا۔ قرآن مجید میں بھی نبی کریم ﷺ کے نرم مزاج کو کامیاب دعوت و تربیت کے ساتھ جوڑا گیا:

فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ) آل عمران 3:159 (پس اللہ کی رحمت ہی سے آپ ان کے لیے نرم ہوئے، اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے گرد سے منتشر ہو جاتے۔)

اگر بچے کی غلطی پر اسے سب کے سامنے ذلیل کیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ غلطی کی اصلاح کے بجائے والدین سے خوفزدہ ہو جائے۔ اس کے برعکس اگر والدین غلط رویے کی نشاندہی کریں، اس کا نقصان سمجھائیں اور درست راستہ دکھائیں تو اصلاح زیادہ مؤثر ہو سکتی ہے۔

حوصلہ افزائی اور مثبت reinforcement

رسول اللہ ﷺ تربیت میں حوصلہ افزائی کو اہمیت دیتے تھے۔ اچھے عمل کو سراہنا انسان کو اس عمل کو دوبارہ اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

بچوں کی تربیت میں اس اصول کی خاص اہمیت ہے۔ اگر بچہ نماز پڑھتا ہے، کسی کی مدد کرتا ہے، سچ بولتا ہے، اپنا کام خود کرتا ہے یا کسی غلطی کا اعتراف کرتا ہے تو والدین کو اس کے مثبت رویے کو محسوس کرنا چاہیے۔ یہاں ایک اہم فرق سمجھنا ضروری ہے: حوصلہ افزائی اور ہر بات پر غیر ضروری تعریف ایک چیز نہیں۔ مقصد بچے کو یہ سمجھانا ہے کہ اچھے عمل کی قدر کی جاتی ہے، نہ کہ اسے ہر وقت دوسروں سے بہتر ثابت کرنا۔

عمر اور تدریج کا لحاظ

رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں تدریج نمایاں ہے۔ بچے کو ایک ہی وقت میں تمام ذمہ داریاں دے دینا تربیت نہیں۔ تربیت ایک مسلسل عمل ہے جو عمر، صلاحیت اور حالات کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ نماز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَنِينَ

"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں۔"

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی تربیت میں عمر اور تدریج کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے بھی بچے کی عمر کے ساتھ اس کی سمجھ، خود اختیاری اور ذمہ داری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے والدین کو تربیت کے طریقے بھی اسی تناسب سے تبدیل کرنے چاہئیں۔

ذمہ داری دینے سے شخصیت کی تعمیر

بچے کو ہر کام سے دور رکھنا بھی تربیت کا مناسب طریقہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوان صحابہؓ کو مختلف ذمہ داریاں دیں اور ان کی صلاحیتوں کو استعمال کیا۔ ذمہ داری بچے میں خود اعتمادی، فیصلہ سازی اور جواب دہی کا احساس پیدا کرتی ہے۔ گھر میں چھوٹے کاموں کی ذمہ داری، وقت کی پابندی، اپنی چیزیں ترتیب دینا، چھوٹے بہن بھائیوں کی مدد کرنا اور مناسب عمر میں مالی معاملات کی بنیادی سمجھ دینا اسی تربیتی تصور کا حصہ بن سکتا ہے۔

البتہ ذمہ داری عمر اور صلاحیت کے مطابق ہونی چاہیے۔ ایسی ذمہ داری جو بچے کی استطاعت سے باہر ہو، اعتماد بڑھانے کے بجائے ذہنی دباؤ پیدا کر سکتی ہے۔

عدل اور بچوں کے درمیان مساوات

رسول اللہ ﷺ نے اولاد کے درمیان عدل کی واضح تعلیم دی۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کے واقعے میں ان کے والد نے انہیں ایک خاص عطیہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو ایسا عطیہ دیا ہے؟ جب انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرمایا۔

یہ تعلیم بچوں کی نفسیات کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ والدین کا کسی ایک بچے کو مسلسل ترجیح دینا دوسرے بچوں میں محرومی، حسد اور ناراضی پیدا کر سکتا ہے۔ عدل کا مطلب ہر چیز میں ریاضیاتی برابری نہیں بلکہ ہر بچے کے ساتھ انصاف، احترام اور مناسب توجہ ہے۔

والدین کا عملی نمونہ

تربیتِ اولاد کے بارے میں سب سے اہم حقیقت یہ ہے کہ بچے صرف نصیحت سے نہیں سیکھتے؛ وہ والدین کو دیکھ کر بھی سیکھتے ہیں۔ اگر والدین بچوں کو سچ بولنے کا حکم دیں لیکن خود جھوٹ بولیں، غصے سے بچنے کی نصیحت کریں لیکن معمولی بات پر شدید غصہ کریں، نماز کی تاکید کریں لیکن خود اس میں سستی کریں تو بچے کے ذہن میں الفاظ اور عمل کے درمیان تضاد پیدا ہوتا ہے۔

اسی لیے اسلامی تربیت میں والدین کی اپنی اصلاح بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت لقمان کی نصیحتوں میں بھی عقیدہ، عبادت، اخلاق، عاجزی اور گفتگو کے آداب ایک مربوط تربیتی سلسلے کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

جدید دور میں تربیتِ اولاد اور ڈیجیٹل ماحول

آج کے بچے ایسے ماحول میں پروان چڑھ رہے ہیں جہاں موبائل فون، یوٹیوب، گیمنگ، سوشل میڈیا اور مصنوعی ذہانت ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس صورتِ حال میں صرف یہ کہنا کہ "موبائل استعمال نہ کرو" کافی نہیں۔ والدین کو بچے کے ڈیجیٹل ماحول کو سمجھنا ہوگا۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا تربیتی اصول یہاں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے: بچے کے ساتھ تعلق قائم کیا جائے، اس کی بات سنی جائے، اس کے مسائل سمجھے جائیں اور مناسب حدود مقرر کی جائیں۔ ڈیجیٹل تربیت میں والدین کو تین چیزوں میں توازن پیدا کرنا چاہیے: اعتماد، نگرانی اور تعلیم۔ صرف نگرانی بچے کو بغاوت کی طرف لے جاسکتی ہے اور مکمل آزادی اسے نقصان دہ مواد کے سامنے غیر محفوظ چھوڑ سکتی ہے۔ بہتر راستہ یہ ہے کہ بچے کو ڈیجیٹل دنیا کے فوائد اور خطرات دونوں سمجھائے جائیں اور اس کے اندر خود احتسابی پیدا کی جائے۔

خوف کے بجائے تقویٰ اور ذمہ داری

اسلامی تربیت میں اللہ تعالیٰ کا خوف ضرور ہے، لیکن یہ خوف بچے کی شخصیت کو توڑنے کے لیے نہیں بلکہ اسے ذمہ دار بنانے کے لیے ہے۔ بچے کو ہر وقت عذاب، سزا اور جہنم سے ڈرانا اگر محبت، امید اور اللہ کی رحمت کے تصور سے متوازن نہ ہو تو اس کے ذہن میں دین کے بارے میں خوف اور بوجھ پیدا ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت، رحمت، امید اور جواب دہی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ بچے کو یہ سمجھانا زیادہ مؤثر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے، اس سے محبت کرتا ہے، اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اسے اچھا انسان بننے کا موقع دیتا ہے۔

اس طرح دینی تربیت محض بیرونی پابندی نہیں رہتی بلکہ اندرونی اخلاقی شعور میں تبدیل ہوتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ اور جدید نفسیاتی اصول: ایک تقابلی جائزہ

سیرتِ مطہرہ کے تربیتی اصولوں کا جدید نفسیاتی تصورات سے تقابل کیا جائے تو متعدد قابلِ توجہ مماثلتیں سامنے آتی ہیں۔ جذباتی وابستگی بچے میں تحفظ کا احساس پیدا کرتی ہے؛ مکالمہ اس کے فکری اعتماد کو بڑھاتا ہے؛ مثبت حوصلہ افزائی مطلوبہ رویے کو مضبوط کرتی ہے؛ عمر اور استعداد کا لحاظ ذہنی نشوونما کے مطابق تربیت کی بنیاد فراہم کرتا ہے؛ جبکہ تحقیر سے اجتناب صحت مند خود اعتمادی کے لیے اہم ہے۔

لیکن یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ اسلامی تربیت اور جدید نفسیات کا مقصد مکمل طور پر ایک نہیں۔ جدید نفسیات زیادہ تر انسانی رویے، ذہنی نشوونما اور جذباتی صحت کا مطالعہ کرتی ہے، جبکہ اسلامی تربیت انسان

کی دنیاوی شخصیت کے ساتھ اس کی روحانی اور اخروی ذمہ داری کو بھی سامنے رکھتی ہے۔ اس لیے دونوں کے درمیان تعلق کو "مکمل یکسانیت" کے بجائے تکمیلی تعلق کے طور پر سمجھنا زیادہ مناسب ہے۔ جہاں جدید نفسیات بچے کی جذباتی اور ذہنی ضرورتوں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے، وہاں سیرتِ نبوی ﷺ تربیت کے اخلاقی، روحانی اور مقصدی پہلو کو واضح کرتی ہے۔

موجودہ خاندانی نظام کے لیے عملی رہنمائی

آج والدین کے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ نہیں کہ تربیت کے اصول موجود نہیں بلکہ یہ ہے کہ ان اصولوں کو روزمرہ زندگی میں کیسے نافذ کیا جائے۔ اس کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے ساتھ روزانہ کچھ وقت صرف گفتگو کے لیے مخصوص کریں، ان کی بات مکمل سنیں، ہر غلطی پر فوری سزا دینے کے بجائے اس کی وجہ سمجھنے کی کوشش کریں، اچھے رویے کو محسوس کریں، بہن بھائیوں میں غیر ضروری مقابلہ پیدا نہ کریں اور اپنی عملی زندگی سے وہ نمونہ پیش کریں جو وہ بچوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ دینی تربیت میں بھی صرف احکام یاد کروانے کے بجائے ان کے مقصد اور حکمت کو سمجھنا ضروری ہے۔ نماز کو محض سزا سے نہ جوڑا جائے بلکہ اللہ سے تعلق کے طور پر پیش کیا جائے۔ سچ بولنے کو صرف "جھوٹ مت بولو" تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اعتماد اور کردار کی بنیاد کے طور پر سمجھایا جائے۔

تربیتِ اولاد دراصل مستقبل کے انسان کی تعمیر ہے۔ بچے کو صرف کھانا، لباس، تعلیم اور سہولیات فراہم کر دینا والدین کی ذمہ داری کا مکمل حق ادا نہیں کرتا۔ اصل تربیت اس وقت ہوتی ہے جب بچے کے اندر ایمان، اخلاق، خود اعتمادی، ذمہ داری، رحم، صبر اور دوسروں کے حقوق کا احساس پیدا ہو۔

سیرتِ مطہرہ کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تربیتی حکمت عملی محبت، احترام، مکالمے، تدریج، حوصلہ افزائی، عدل اور عملی نمونے پر قائم تھی۔ آپ ﷺ نے بچوں کو صرف حکم دینے والے انداز میں تربیت نہیں دی بلکہ ان کے ساتھ تعلق قائم کیا، ان کی شخصیت کو اہمیت دی اور ان کی صلاحیتوں کو مثبت سمت دی۔ جدید نفسیات بھی اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ بچے کی شخصیت محض نصیحت سے نہیں بنتی بلکہ جذباتی تعلق، محفوظ ماحول، مثبت تعلقات اور مناسب رہنمائی سے تشکیل پاتی ہے۔ اس اعتبار سے سیرتِ نبوی ﷺ کا تربیتی منہج آج کے والدین کے لیے غیر معمولی معنویت رکھتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم تربیتِ اولاد کو صرف مذہبی احکام کی تعلیم یا اسکول کی تعلیم تک محدود نہ رکھیں بلکہ اسے شخصیت سازی کا ایک جامع عمل سمجھیں۔ اگر گھر محبت، اعتماد، عدل اور دینی شعور کا مرکز بن جائے تو بچے نہ صرف اچھے مسلمان بلکہ متوازن، ذمہ دار اور باکردار انسان بھی بن سکتے ہیں۔

نتائج

اس مطالعے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. اسلامی تصورِ تربیتِ اولاد میں جسمانی، ذہنی، اخلاقی، جذباتی اور روحانی نشوونما کو باہم مربوط سمجھا گیا ہے۔
2. سیرتِ نبوی ﷺ میں محبت اور شفقت کو تربیت کا بنیادی ذریعہ بنایا گیا ہے، جس سے بچے کے اندر جذباتی تحفظ اور تعلق کا احساس پیدا ہوتا ہے۔
3. بچوں کی عزتِ نفس کا احترام، ان کی بات سننا اور مناسب مکالمہ کرنا نبوی تربیتی منہج کے نمایاں پہلو ہیں۔
4. بچوں کی غلطیوں کی اصلاح میں تحقیر اور غیر ضروری سختی کے بجائے حکمت، نرمی اور مناسب رہنمائی زیادہ مؤثر تربیتی طریقہ ہے۔
5. بچوں کی عمر، ذہنی صلاحیت اور انفرادی مزاج کو سامنے رکھنا کامیاب تربیت کے لیے ضروری ہے۔
6. اولاد کے درمیان عدل و انصاف نہ صرف شرعی تقاضا ہے بلکہ بچوں کی نفسیاتی صحت اور باہمی تعلقات کے لیے بھی اہم ہے۔
7. والدین کا عملی کردار بچوں کی تربیت میں محض زبانی نصیحت سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔
8. جدید نفسیات کے کئی تصورات، مثلاً جذباتی تحفظ، مثبت reinforcement، خود اعتمادی اور عمر کے مطابق تربیت، سیرتِ نبوی ﷺ کے متعدد تربیتی اصولوں کے ساتھ قابلِ تقابل ہیں۔
9. اسلامی تربیت اور جدید نفسیات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی تربیت نفسیاتی نشوونما کے ساتھ روحانی اور اخروی مقصد کو بھی سامنے رکھتی ہے۔
10. جدید ڈیجیٹل ماحول میں سیرتِ نبوی ﷺ کے تربیتی اصولوں کی معنویت مزید بڑھ گئی ہے، کیونکہ بچوں کی نگرانی کے ساتھ ان میں خود احتسابی اور اخلاقی شعور پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔

سفارشات

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ تربیتِ اولاد کو صرف تعلیمی کامیابی یا ظاہری اطاعت تک محدود نہ کریں بلکہ بچے کی مکمل شخصیت کی تعمیر کو اپنا مقصد بنائیں۔ گھر میں محبت، احترام، گفتگو اور اعتماد کا ماحول پیدا کیا جائے۔

مدارس، جامعات اور تعلیمی اداروں میں اسلامی تربیتِ اولاد کے ساتھ جدید Child Psychology کے بنیادی مباحث کو بھی شامل کیا جائے تاکہ والدین اور اساتذہ بچوں کے ذہنی و جذباتی مراحل کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو مسلسل دوسروں سے نہ ملائیں۔ ہر بچے کی اپنی صلاحیت، مزاج اور رفتار ہوتی ہے۔ اس کی مثبت صلاحیتوں کو پہچان کر انہیں صحیح سمت دینا زیادہ مؤثر ہے۔ بچوں کی غلطیوں پر فوری غصے یا تحقیر کے بجائے ان سے بات کی جائے، غلطی کی وجہ معلوم کی جائے اور اصلاح کا موقع دیا جائے۔ خاص طور پر نوجوان بچوں کے ساتھ حکم کے بجائے مکالمے کا انداز زیادہ اختیار کیا جائے۔ ڈیجیٹل دور میں والدین کو بچوں کے موبائل اور انٹرنیٹ استعمال کے حوالے سے واضح مگر قابلِ عمل حدود مقرر کرنی چاہئیں۔ صرف پابندی کے بجائے ڈیجیٹل اخلاق، خود احتسابی اور ذمہ دارانہ استعمال کی تربیت دی جائے۔ آخر میں سب سے اہم سفارش یہ ہے کہ والدین اپنی اصلاح کو تربیتِ اولاد کا نقطہ آغاز سمجھیں، کیونکہ بچہ والدین کی باتوں سے زیادہ ان کے رویوں سے سیکھتا ہے۔

حواشی

1. القرآن الکریم، سورۃ التحریم، 6:66۔
2. القرآن الکریم، سورۃ لقمان، 31:13-19۔
3. القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، 3:159۔
4. القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، 2:233۔
5. محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب۔
6. مسلم بن الحجاج، الصحیح، کتاب الفضائل۔
7. محمد بن اسماعیل البخاری، الأدب المفرد، باب آداب الوالد و برہ لولدہ، حدیث 93۔
8. أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔
9. أبو داؤد سلیمان بن الأشعث، السنن، کتاب الصلاۃ، باب متى یؤمر الغلام بالصلاۃ۔
10. ابن قدامہ المقدسی، المغنی۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ۔
11. ابن القیم الجوزیہ، تحفۃ المودود بحکام المولود۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ۔
12. محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب۔ بیروت: دار صادر۔

مراجع

- القرآن الکریم۔
 ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر۔ تحفۃ المودود بأحكام المولود۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ۔
 ابن قدامہ المقدسی، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ۔
 البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ بیروت: دار ابن کثیر۔
 البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الأدب المفرد۔ تحقیق محمد فواد عبد الباقی۔ بیروت: دار البشائر الإسلامیہ۔
 الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی۔ بیروت: دار الغرب الإسلامی۔
 أبوداؤد، سلیمان بن الأشعث۔ سنن أبی داؤد۔ بیروت: المکتبۃ العصریہ۔
 مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی۔
 ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ بیروت: دار صادر۔